زیادہ قدامت پسند گروہ چرچ سے وابستہ لوگوں کا ذکر صلیبیوں کے حوالے سے کرتے ہیں اور یہ بات واقعی تشویش ناک ہے۔ اگر جنگ ہوتی ہے تو عرب عیسائی رد عمل کی لپیٹ میں آسکتے ہیں کیونکہ ان کی شناخت مغرب کے ساتھ کی جاتی ہے۔" (رپورٹ: کرسچینٹی ٹوڈے)

یہودی ماہر دینیات خلیجی جنگ کے لیے امریکہ اور اسرائیل کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

ایک امریکی یہودی ماہر دینیات کا کہنا ہے کہ خلیجی جنگ عالمی معاملات میں امریکی بالادستی کا اظہار ہے۔ اس طرح اخلاقی لحاظ سے یہ ایک غیر منصفانہ جنگ ہے۔ ڈاکٹر مارک ایلس نے اے پی ایس بلٹین (نیروبی) سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں پر ظلم و تشدد کے لیے اسرائیل کو جوابدہ ٹھہرایا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر مارک ایلس نیویارک میں میری نول دینیاتی سکول MARY KNOLL SCHOOL OF THEOLOGY میں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے اس نقطۂ نظر کا خاکہ اڑایا صدر صدّام حسین کے خلاف جنگ میں امریکہ کی زیر قیادت اتحادی فوجیں اخلاقی لحاظ سے حق بجانب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ صدر جارج بش اور نہ صدر صدّام حسین ہی کویت کے بارے میں اپنے جارحانہ دعووں میں حق بجانب ہیں۔

"جنگ کا تعلق ہر لحاظ سے امریکی طاقت، بین الاقوامی تعلقات اور تیل سے ہے۔" ڈاکٹر ایلس کے الفاظ میں "آپریشن ڈیزرٹ سٹارم" نے امریکہ/یورپ اور بعض عرب ممالک کے مفادات کی خاطر مشرقِ وسطیٰ میں سلامتی کے نئے انتظامات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

انہوں نے خبردار کیا کہ اگرچہ سوویت یونین نے خلیج کے واقعات پر بہت زیادہ سرگرمی نہیں دکھائی لیکن مشرقِ وسطیٰ کے مستقبل سے اس کے مفادات بھی وابستہ ہیں۔ سوویت جمہوریتوں میں اقتصادی اور سماجی اتھل پتھل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ایلس نے کہا کہ "سوویت یونین بظاہر اس وقت امریکہ کے سامنے جھکا نظر آتا ہے لیکن جو کچھ خلیج میں ان دنوں ہورہا ہے اس سے یقیناً اسے دلچسپی ہے۔"

افریقی ماہرین دینیات کے ایک اجلاس (زمبابوے: وسط جنوری 1991ء) میں شرکت کے بعد ڈاکٹر ایلس تھوڑی دیر کے لیے نیروبی میں رکے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ اس جنگ میں

فلسطین کے سوال کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ خلیجی بحران نے اس مسئلے کی طرف توجہ دینے کے لیے ایک بہتر موقع فراہم کیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ "جب تک فلسطینی عوام ریاست سے محروم ہیں، اسرائیل کو کبھی تحفظ میسر نہیں آسکتا۔" ان کی رائے میں "اگر اسرائیل فلسطینی مسئلے کی جانب توجہ دینے میں ناکام رہا تو مشرقِ وسطیٰ جنگ کے بعد بھی عدم استحکام کا شکار رہے گا۔"

ڈاکٹر ایلس نے تجویز پیش کی، گو انہوں نے اس بات سے اتفاق ہے کہ ایسا ہونا بعید از قیاس ہے، کہ مشرقِ وسطیٰ میں امن کی خاطر اسرائیلی اور فلسطینی اپنے آپ کو ایک قوم کی شکل میں ڈھال لیں۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو فلسطینیوں پر ہونے والے ظلم و تشدد کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ "اگر ہالوکاسٹ (جس میں دوسری جنگ عظیم کے دوران میں 60 لاکھ یہودیوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا) کو فسلطینیوں پر ظلم و ستم کے لیے وجہِ جواز ٹھہرایا جاتا ہے تو اس کے بعد ہم یہودی بے گناہ نہیں ہیں۔"

نیویارک کے اکومینیکل ٹرینڈز (ECUMENICAL TRENDS) میں اپنے ایک مطبوعہ مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے یہودی ماہر دینیات نے اس بات پر زور دیا کہ فلسطینیوں کے ساتھ سفاکانہ سلوک کے نتیجے میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اسرائیل بے گناہ نہیں۔

فسلطینیوں کو بحیثیت قوم ذلیل و خوار اور تباہ و برباد کرنے کے عمل میں ہم نے انہیں انسان سے کم تر حیثیت میں پیش کیا ہے، انہیں ان کی زمینوں اور جائیدادوں سے بے دخل کیا ہے، جلاوطن کیا ہے، انہیں ایذائیں دی ہیں، حتیٰ کہ جان سے مار ڈالا ہے۔ فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے ان تمام مصائب و آلام کے لیے ہم قصوروار ہیں۔" (رپورٹ اے پی ایس بلٹین)

"انہیں بتادیں یہ مذہبی جنگ نہیں ہے۔" ایک مشنری رہنما کا بیان

خلیجی جنگ کوئی مذہبی تنازعہ نہیں ہے۔ عیسائیوں کی جانب سے ذرائع ابلاغ اور عوام کو یہ بات بہ آواز بلند اور واضح طور پر تکرار کے ساتھ کہی جانی چاہیے۔" اس نقطۂ نظر کا اظہار انٹر سرو (INTER SERVE) کے جنرل سیکریٹری آرتھر پونٹ نے کیا۔ اس تنظیم کے کارکن کافی تعداد میں خلیج اور پاکستان میں کام کرتے ہیں۔